نظرات

بابری مسجد کے سلسلے میں اس قدر لکھا جا چکا ہے کہ خود اس کی ایک تاریخ بن گئی ہے دنیا میں روزانہ مسائل پیدا ہوتے رہتے ہیں اور ان کا حل بھی نکل جاتا ہے۔ یہاں تک کہ عرب اور اسرائیل کے تنازعات بھی ختم ہونے کے قریب ہیں۔ جارڈن اور اسرائیل کے مابین بھی تنازعہ ختم ہو چکا ہے ـــــ مگر بابری مسجد کا مسئلہ جوں کا توں باقی ہے ۱۹۴۹ء میں جب مسجد میں یکایک زور و زبردستی جبر و ستم کے ساتھ نماز کے فوراً بعد مورتیاں رکھدی گئی تھیں اور مسلمانوں کو آئندہ نماز پڑھنے سے حکماً روک دیا گیا تھا اس وقت سے اب تک اس مسئلہ میں کتنے ہی اتار چڑھاؤ پیدا ہوئے ہیں اور ۶ دسمبر ۱۹۹۲ء کو تو حد ہی ہوگئی جب انصاف، قانون، انسانیت رواداری مروت سب کو بالائے طاق رکھتے ہوئے تمام دنیا کے اخباری نمائندوں ٹی وی کیمرہ مینوں کے سامنے اور حفاظت پر مامور پولیس فورس کی موجودگی میں بابری مسجد ہی کو مسمار کر دیا گیا توڑ دیا گیا ڈھا دیا گیا ـــــ شاید ہی دنیا کا کوئی مبصر، مفکر، صحافی، مورخ، قانون داں، سیاستداں ایسا بچا ہو جس نے اس موضوع پر نہ لکھا ہو۔ مگر وہ سب بے سود، نقار خانہ میں طوطی کی صدا بن کر رہ گیا۔ ظلم و جبر نے اپنا کام کر دکھایا مظلوم بے بسی و بیچارگی کے عالم میں ہائے ہائے کرتا رہ گیا۔ جب کسی کا ذہن یہ بن چکا ہو کہ کوئی دلیل کوئی قانون اپنی ہٹ، ضد، لاٹھی، طاقت کے آگے نہیں چلنے دینا تو پھر مظلوم و بے کس کے لئے سوائے اس کے کوئی چارہ ہی نہیں ہے کہ صبر کرے اور بارگاہ عالی میں اس ظلم و جبر کے تدارک کے لئے روئے گڑگڑائے اور دعا کرے ـــــ یہ ہی سوچ کر ہم نے تہیہ کر لیا تھا کہ اب اس موضوع پر قطعاً نہیں لکھیں گے۔ مگر اکتوبر کے آخری عشرہ میں سپریم کورٹ نے

بابری مسجد رام جنم بھومی کے تنازعہ و مقدمہ میں حکومت کی طلب کردہ رائے کہ بابری مسجد جس جگہ پر واقع ہے وہاں پہلے کسی مندر ہونے کا ثبوت ہے یا نہیں، پر اپنا فیصلہ دیا ہے کہ سپریم کورٹ کا یہ کام نہیں ہے کہ وہ قانون کے دائرے سے باہر آثار قدیمہ کے ماہرین کا کام بھی انجام دینے لگے۔ اور حکومت ہند کے اس فیصلہ کو بھی سپریم کورٹ نے ناجائز قرار دیا ہے جس کی روسے، بابری مسجد سے متعلق تمام مقدمات جو مختلف عدالتوں اور الہ آباد ہائی کورٹ میں زیر سماعت تھے۔ اب وہ سارے مقدمات انہی عدالتوں میں زیر سماعت ہوں گے۔ سپریم کورٹ نے اپنے وقار کو قائم رکھا ہے اور حکومت کے ہاتھوں میں کھلونا بننے سے خود کو بچا کر اس نے تمام ہندوستانیوں کے دل میں عزت و احترام تو پایا ہی ہے تمام دنیا میں بھی ہندوستان میں قانون کی سربلندی کی شہرت اور نیک نامی پیدا کی ہے۔

کہاوت مشہور ہے کہ کھسیانی بلّی کھمبا نوچے کے مصداق سپریم کورٹ کے مذکورہ فیصلے کو وہ فرقہ پرست عناصر بھی سراہ رہے ہیں جنھوں نے زور و جبر اور طاقت کے نشہ میں چور ہوکر بابری مسجد کو ڈھادیا تھا اور جو قانون کی حکمرانی سے بھی اوپر ہندی دھرم کی حکمرانی کو بھارت کے سیکولر آئین پر ٹھونس دینا چاہتے تھے۔ جبکہ سپریم کورٹ کے فیصلہ سے تو یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ بابری مسجد اور اس سے ملحقہ زمین وغیرہ کے مقدمات حسب سابق بدستور عدالتوں میں زیر سماعت ہوں اور قانونی فیصلوں کو دونوں فریق تسلیم کریں۔ مگر ان فرقہ پرست عناصر نے جس ڈھٹائی کے ساتھ مسجد کو توڑا اس کے بعد ہندوستانی عوام سے ان کو شاباشی کی جو امید تھی وہ جب پوری نہ ہوئی اور ہندوستانی عوام کی اکثریت نے اس کو ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا تو انہوں نے عوام الناس پر یہ تاثر دینے کے لئے کہ ہم نے قانون کی کوئی خلاف ورزی نہیں کی ہے کھلم کھلا سپریم کورٹ کے فیصلے کو اپنے حق میں کہنا شروع کردیا۔ جبکہ واقعہ یہ ہے کہ سپریم کورٹ کے حقیقت پر مبنی فیصلہ نے ان فرقہ پرست عناصر کے منصوبوں کو کاری ضرب ہی لگائی ہے۔

اترپردیش کے اس وقت کے وزیراعلیٰ جناب کلیان سنگھ کو سپریم کورٹ نے ان کے

حلفیہ بیان کہ بابری مسجد کی ہر حالت میں حفاظت کی جائے گی پر اپنے فیصلہ میں مجرم قرار دیتے ہوئے انھیں ایک دن کی سزا اور دو ہزار روپے جرمانہ کی سزا دیکر قانون کی حکمرانی کا سر بلند کیا ہے۔ مگر یہاں بھی یہ فرقہ پرست عناصر عوام الناس میں اسکو اپنے مفاد کے لئے استعمال کرنے کے ہتھکنڈے اپنا رہے ہیں۔ لیکن سپریم کورٹ کے چیف جسٹس جناب ایم این وینکٹ چلیا نے اس فیصلہ کے معاً بعد اپنے عہدہ سے ریٹائرڈ ہوتے ہوئے ایک اخباری انٹرویو میں یہ بات کہکر کہ "توہین عدالت کے معاملے میں اتر پردیش کے سابق وزیر اعلیٰ کلیان سنگھ کو سزا دینے سے ان سب ہی لوگوں کو سبق ملے گا جو عدالت کے احکامات کی توہین کی کوشش میں لگے رہتے ہیں"

فرقہ پرست عناصر کے سارے ارمانوں کو خاک میں ملادیا ہے ــــ مسٹر وینکٹ چلیا نے مزید کہا کہ کلیان سنگھ کو سزا سنا کر سپریم کورٹ نے قانون کی بالادستی کو قائم کیا ہے اور اس سے ان سبھی لوگوں کو سبق ملے گا جو خود کو قانون سے اوپر سمجھتے ہیں ــــ قارئین کو یاد ہوگا کہ فرقہ پرست عناصر ہمیشہ ہی یہ راگ الاپتے رہے ہیں کہ بھگوان رام کے معاملے میں ہمیں کسی قانون کی پرواہ نہیں ہے" شری وینکٹ چلیا نے کہا کہ انھیں اس میں ذرا بھی شبہ نہیں تھا کہ کلیان سنگھ توہین عدالت کے مجرم ہیں" مسٹر چلیا نے ایودھیا مسئلہ پر راشٹرپتی کے ذریعہ مانگی گئی صلاح کے معاملے میں سپریم کورٹ کے فیصلہ کو بے حد معقول بتاتے ہوئے کہا کہ اس فیصلہ سے ہندو اور مسلمان دونوں کے مفاد کی حفاظت ہوئی ہے جنوری ۱۹۹۳ء سے جاری رام للّٰہ کی محدود پوجا کورٹ نے نہ روکنے کا فیصلہ اس لئے کیا کیونکہ اس کا مطلب اکثریتی ہندوؤں کے پوجا کا حق چھیننا ہوتا جبکہ انکا متنازعہ ڈھانچہ توڑنے میں کوئی ہاتھ نہیں تھا۔ انہوں نے کہا کہ اگر کورٹ ۱۹۸۶ء کی طرح کھلی پوجا کی چھوٹ دیدیتا تو یہ ہندو حمایتی فیصلہ ہوتا اور یہ مسلمانوں کی دُکھتی رگ پر نمک چھڑکنے کی طرح ہوتا ــــ انہوں نے مزید کہا کہ اگر ایودھیا ایکٹ کو رد کردیا جاتا تو ۱۹۸۶ء کے فیصلہ کے مطابق وہاں مکمل پوجا کی حالت خود بخود بحال ہوجاتی اور اگر ایسا ہوتا تو مسلم فرقہ میں یہ غلط بات پیدا ہوجاتی کہ ہندو کٹر پنتھیوں کی زور زبردستی کی سرپرستی کی گئی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایودھیا ایکٹ کو رد کرنے سے نچلی عدالت کے ذریعہ زمین کا مالکانہ